بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

دُنیا مین ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملون سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔

چہ گویم با تو گرآئی بہ دار قادیان بینی | رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۸۸ | دوا بینی۔ شفا بینی غرض دار الامان بینی

سلسلۃ الجدید جلد ا نمبر ۳۵ | مورخہ ۱۳ نومبر ۱۹۰۵ء ۔ یوم دوشنبہ ۔ ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۲۳ھ | سلسلۃ القدیم جلد ۴ نمبر ۴۲

ای جہان منتظر خوش باش کامد دلستان | ایڈیٹر محمد صادق عفی اللہ عنہ | آن مسیح دور آخر مہدیٔ آخر زمان

مکرمی و مخدومی جناب خان صاحب ذوالفقار علی خان صاحب نے ایک نظم حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی وفات پر ملال پر بطور مرثیہ ارسال فرمائی ہے۔ چونکہ یہ نظم ہر شخص کے پڑھنے کے قابل ہے۔ اور اس سے یہ سبق ملتا ہے۔ کہ ہر فرد بشر کو ایک نہ ایک دن موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ اس واسطے اس نظم کو درج اخبار کیا جاتا ہے۔ محرر بدر۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مرثیہ وفات حضرت مخدوم الملت مولوی عبدالکریم صاحب صافی مرحوم مغفور

اے کریم خوش مقال۔ اے صافی روشن خیال
تیری فرقت نے کیا ہم کو بہت آشفتہ حال
تیری تقریرین معانی خیز و دل کش دل پسند
وہ تری معجز بیانی بے نظیر و بے مثال
تیرے اخلاق کریمانہ مین تھا صدق و صفا
تیری طرز زندگی تھی راستبازون کی مثال
تیری خلوت اور جلوت مین تھا اخلاص و وفا
معرفت کے رنگ مین رنگین تیرا حال و قال
اے گل خندان باغ معرفت تو ہے کہان
اب تجھے لائین کہان سے ڈھونڈ کر ای خوش خصال
تری خوش الحانیان کانون مین پھرتی ہین مگر
تیرا چہرہ اب نظر آتا نہین اے خوش جمال
تیرے چھٹنے سے ہمین صدمہ ہے لیکن اے اخی
عالم فانی سے کرنا ہے سبھی کو انتقال
موت اپنے وقت پر لازم ہے ہر شے کے لئے
ٹل نہین سکتا کبھی حکم خدائے ذوالجلال
ضعف انسانی سے ہمکو ہے یہ سارا رنج و غم
ورنہ مومن کے لئے یہ وقت ہے وقت وصال
خوش نصیبون کو ملا کرتی ہے ایسی زندگی
یہ حیات طیبہ ہے اس کا کیا رنج و ملال
خوش نصیب اُسکے جسے ہوجاد یہ فرقت نصیب
وہ مبارک جس کے حق مین نکلے ایسی نیک فال
یہ حیات دنیوی مومن کو ہے اک ابتلاء
یہ ہے وہ دار المحن رنج و الم جس کا مآل
اے خدا اے مرجع خورد و بزرگ عجز و کمال
تو ہمین بھی ان مصائب ان بلاؤن سے نکال
اے خدا ہم کو بھی ہو یہ نعمت قربت عطاء
تا نہ ہو تیری بھری محفل مین شرم و انفعال
خوش نصیبون مین کسی سے کم نہ تھا عبدالکریم
اس کی مرگ و زندگی دونون بجائے خود مثال
یہ رہا جب تک جہان پر۔ دل مین اس کا گھر رہا
کس خوشی سے اس نے کاٹے اپنے سینتالیس سال
جب زمانہ مین ہوا دور بہار دل کشاد
مہدی آخر زمان کا جب نظر آیا جمال
لگ گئی اک آگ سی ہر سمت ہندوستان مین
دشمن حق ہوگئے اکثر شیوخ باکمال
عالمون کی فوج برسانے لگی تیر و تفنگ
کوئی کافر مفتری کہتا کوئی دجال ضال
تھا بظاہر بیکس و بے یار مامور خدا
نصرت حق کے لئے تھا ہند مین قحط الرجال
یون تو کہنے کے لئے لاکھون مسلمان تھے یہان
شیفتہ اسلام کے ان مین تھے لیکن خال خال
چھا گئی تھی مطلع اسلام پر کالی گھٹا
چھپ گیا تھا آفتاب صدق کا حسن و جمال

یہ کریم النفس رکھتا تھا۔ مگر قلب سلیم
سر مین نخوت تھی نہ دل مین اس کے حب جاہ و مال
دل مین پہلے ہی سے تھی عشق الٰہی کی چسک
لگگیا نسخہ مسیح وقت سے جب حسب حال
بڑھ گیا جوش محبت صدق و اخلاص و وفا
بھر گیا رگ رگ مین اس کی بادۂ ذوق وصال
ابتدا ہی سے محبت تھی کلام اللہ کی
ہوگیا اوس سوز پنہان مین یکایک اشتعال
تشنہ روحی کھینچ لائی سوئے بحر معرفت
پہلوئے احمد مین آبیٹھا یہ مرد خوش خصال
سخت مشکل کام ہے اپنے وطن کو چھوڑنا
فرقت خویش و اقارب فرقت اہل و عیال
سخت تر اس سے بھی ہے دنیون کی صحبت مین قیام
یہ رفاقت چاہتی ہے استقامت کا کمال
اے ہمایون بخت افشان لے اخی عبد الکریم
یہ اقامت قوم کے حق مین تھی اک عمدہ مثال
شدت امراض مین بھی تو رہا ثابت قدم
تو نے آخر تک نہ چھوڑی باوفا لوگون کی چال
تربت تو عنبرین باد اے انیس و جان نثار
بر تو بر اہل و عیالت باد فضل کردگار

بند دوم

اے دل غمناک بس اے دیدۂ خون بار تھم
نامناسب ہے یہ ماتم نامناسب ہے یہ غم
ہے دعائے مغفرت اس درد فرقت کا علاج
دیدۂ خون بار شوق وصل خالق مین ہو نم
رنج دل مین ہو تو ہو اس اپنے رہ جانے کا رنج
کچھ الم ہو بھی تو ہو اس قید ہستی کا الم
دل دکھاتی ہے ہمیشہ فطرتاً مرگ اخی
صابر و شاکر قضا پر اس زمانہ مین ہین کم
لیکن اے بیتاب دل اچھا نہین یہ اضطراب
واجب التعمیل ہے تیرے لئے حکم حکم
جانے والی چیز کا دنیا مین غم کرنا فضول
جو گیا اس کو نہین پھر لوٹ کر لینا ہے ہم
جیسے اگلے چل بسے ہم کو بھی چلنا ہے ضرور
رہنے والی ہے ہمیشہ ذات رب ذو الکرم
مرنے والے پر خدا کی رحمتین ہون تا ابد
رہنے والون کو مناسب ہے نہین نقش قدم
نقش بر آب اس حیات چند روزہ کا ہے نام
اس مین سستی زہر ہے اسمین تغافل ہے ستم
چاہیئے کچھ زاد راہ آخرت اے ہوشمند
اس سفر مین کام آئین گے نہ دینار و درم

مرنے والے کی طرح ہان چاہیئے حسن عمل
تا رہے ہم پر ہمیشہ سایۂ فضل و کرم
تا ہماری مشکلین آسان ہون منزل سہل ہو
تا نہ سد راہ ہون دنیا کے یہ ناز و نعم
کچھ بہت دوری نہین ہان فضل مولیٰ چاہیئے
عنقریب اے صافیؔ مرحوم ملجائین گے ہم
غم غلط کرنے کو یارب تو نے کوئی نعم البدل
تا بچھڑنے والے کی فرقت کا کچھ صدمہ ہو کم
ہم کو تقویٰ ہم کو نور معرفت درکار ہے
ہم نہین ہین تجھ سے یارب طالب جاہ و حشم
اتباع سنت احمد کی تو توفیق بخش
اپنی راہ راست پر تو ہم کو رکھ ثابت قدم
دوستو تیار رہنا لگ رہا ہے چل چلاؤ
کوئی آگے کوئی پیچھے جا رہا ہے دمبدم
ساتھ جائین گے نہ خویش و اقربا کی مجلسین
جیتے دم تک کے ہین یہ فرزند و زن یہ خیل و خم
ہست گو ہر باغ دنیا را بہار چند روز
دل منہ ہرگز بہ غیار یکہ یار چند روز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

تازہ اخبار لدھیانہ مورخہ ۶ نومبر ۱۹۰۵ء۔ آج صبح بموجب اشتہار کے جو پہلے شایع ہو چکا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وعظ ایک بڑے جلسہ مین ہوا۔ ۸ بجے سے لے کر ۱۱ بجے تک قریب ۳ گھنٹہ تک اسلام کی خوبیون اور سلسلہ حقہ کی صداقت پر ایک مفصل تقریر کی ہے۔ کئی ہزار آدمی جمع تھا۔ بعد تقریر کے مصری شاہ صاحب نے اپنا ایک مکاشفہ حلفاً نہایت جوش کے ساتھ بیان کیا۔ جو بعد مین درج کیا جائے گا۔ ذیل مین تقریر کا اشتہار اور ہر دو اشتہار جو شیخ یعقوب علی صاحب کی طرف سے مخالفین کے رد مین شائع کئے گئے تھے۔ درج کئے جاتے ہین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

آؤ لوگو کہ یہین نور خدا پاؤ گے ٭ لو تمہین طور تسلی کا بتایا ہم نے

عالیجناب مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود کی تقریر

آج صبح ۸۔ نومبر ۱۹۰۵ء کو آٹھ بجے کے قریب متصل مکان آریہ سکول مہاراجہ کمیٹی باغ عالیجناب حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود اتفاق حسنہ سے دو دن کے لئے لودیانہ آئے ہین۔ ایک تقریر کرین گے۔ جس مین اسلام کی سچائی اور اس کی موجودہ حالت اور اصلاح کے وسایل کا ذکر ہوگا۔ اور اس مین ظاہر کرین گے کہ حقیقی نجات کس طرح حاصل ہو سکتی ہے۔ نیز اُن غلطیون کو دور کرین گے۔ جو مسلمانون مین اسلامی توحید کے متعلق پھیل گئی ہین۔ یہ تقریر محض بطور تبلیغ ہوگی۔ جو ہماری درخواست پر آپ نے کرنی منظور فرمائی ہے اس مجمع مین کسی شخص کو بولنے اور کچھ کہنے کی ہرگز اجازت نہین ہے۔ بلکہ ایسے شخص کو اس مجمع مین آنا قطعاً حرام ہے ہان اگر کوئی شخص محض نیک نیتی سے سُننے کے لئے آنا چاہے تو اُسے اجازت ہے۔ یہ یاد رہے۔ کہ اس تقریر مین حضرت اقدس کے تمام دعاوی کے دلائل خوب کھول کر بیان کئے جائین گے۔

المشتہر

جماعت احمدیہ لودیانہ

ضروری نوٹ۔ کسی شخص کو کسی قسم کے مباحثہ کی اجازت نہین ہے۔ اور دوران تقریر یا بعد مین بولنے کا کوئی حق نہین ہوگا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

سعد اللہ نو مسلم کی مہمانی اور مامور من اللہ آنا کانی

کسی شخص سعد اللہ نامی نے ۷۔ رمضان المبارک کا چھپا ہوا ایک دو ورقہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وارد لودیانہ پر بطور مہمانی شائع کیا ہے۔ اس اشتہار کو پڑھ کر دانش مند اور متین پبلک بخوبی سمجھ لے گی کہ جس نے اپنے آبائی مذہب کو اخلاق فاضلہ اور روحانیت کے اصول کے لحاظ خیرباد کہا تھا۔ وہ ان امور کے کس درجہ تک پہنچا ہے اور اس پیرانہ سالی مین بھی اس کے مونہہ سے وہ باتین نکل رہی ہین۔ جو اسلام کے خطرناک دشمن کے مونہہ سے بھی نہین نکل سکین۔

سعد اللہ صاحب نے جو کچھ بطور مہمانی پیش کیا ہے۔ وہ تو عطائے تو بلقائے تو شکر گزاری سے انہین واپس کرتے ہین ہان اپنی طرف سے اس پر کچھ مستزاد کر دیتے ہین۔ اور گالیون اور بیہودہ گوئی کو چھوڑ کر تہذیب اور متانت کے ساتھ ان کے اس اشتہار پر نظر کرتے ہین۔

اولاً۔ میاں سعد اللہ صاحب نے بقول مثل مشہور پرائے بوتے پر شکرہ پالنا۔ میان ثناء اللہ صاحب امرتسری کے الہامات مرزا کو پیش کیا ہے۔ کاش سعد اللہ صاحب کو معلوم ہوتا کہ خود مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری جب قادیان جاکر

آریون کا مہمان ہوا تھا۔ تو اسے علیٰ منہاج نبوت پیشگوئیوں
کے پرکھنے کی دعوت کی گئی۔ مگر وہ اس طرف نہیں آیا۔ اگر
مولوی ثناء اللہ صاحب کی بجائے سعد اللہ صاحب کو یہ حوصلہ
ہے۔ تو بہتر ہے۔ وہی اس معیار پر اپنے اعتراضوں کو پرکھوالیں
ثانیاً۔ میاں سعد اللہ صاحب نے لکھا ہے۔ کہ مرزا صاحب نے
انبیاء علیہم السلام کی نسبت مریدوں کو پڑھا دیا ہے۔ کہ وہ بھی
ایسی غلط پیشگوئیاں کیا کرتے تھے۔ یہ ایک خطرناک اتہام ہے
جو حضرت حجۃ اللہ اور آپ کی جماعت کی نسبت لگایا گیا ہے
اس کے جواب میں اول تو ہم لعنت اللہ علی الکاذبین کہتے
ہیں۔ اور ازاں بعد نو مسلم صاحب کو دعوت دیتے ہیں۔ کہ اگر
وہ یہ فقرہ حضرت حجۃ اللہ کی تعلیم میں بہ ایں الفاظ دکھا دیں تو
کم از کم سمجھا جائے گا کہ انہوں نے جھوٹ کی نجاست پر موتنہ
نہیں مارا۔ اور اگر وہ نہ دکھا سکیں۔ اور ہرگز نہیں دکھا سکیں گے
تو پھر اس سے بڑھ کر اور شرمناک اخلاقی حالت ایک شخص
کی کیا ہو سکتی ہے۔ کہ وہ چھاپ کر اس شخص کی نسبت جو
تین لاکھ کی معزز جماعت کا پیشوا ہے۔ ایک افترا کرتا ہے
ثالثاً۔ بشیر۔ آتھم۔ محمد سلطان۔ لیکھرام۔ وغیرہم کسی پیشگوئی
پر علیٰ منہاج نبوت۔ سعد اللہ میرے ساتھ تحریری مناظرہ
کرے۔ جو اسی مجلس میں بیٹھ کر لکھا جاویگا۔ پھر اس کو معلوم
ہو جاویگا۔ کہ اس نے کہاں تک راستی سے گریز کیا ہے اسی
اشتہار میں میاں سعد اللہ نو مسلم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اور جملہ اکابر صحابہ پر ایک خطرناک حملہ کیا ہے۔ جس سے یہ
پایا جاتا ہے۔ کہ آپ کے دل میں دشمن کی تازہ روٹیوں نے خاص
اثر پیدا کیا ہے۔ چنانچہ مسیح ابن مریم کی وفات کے متعلق آپ
لکھتے ہیں کہ آپ کے چیلے چانٹے علم سے بالکل بے بہرہ جو نہ
سمجھ سکیں۔ نہ دیکھ سکیں۔ آپ نے ان کو ایک سبق زبانی
پڑھا دیا ہے۔ جس کا اصل استاد علی گڑھی پیر نیچری ہے۔ آپ نے
بھی یہ سبق اسی بڈھے کی تفسیر سے پڑھا ہے۔ کہ حضرت عیسےٰ مر
گئے۔ سعد اللہ ایمان سے بتا کیا یہ سبق علی گڑھی نے دیا ہے
یا قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی سبق
پڑھایا تھا۔ کیا اگر حضرت عیسےٰ کی وفات کا مسئلہ سر سید نے
ہی لکھا تھا۔ تو کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سر سید سے
سیکھا تھا جنہوں نے لیلۃ المعراج میں حضرت مسیح کو مُردوں
میں دیکھا۔ کیا خدا تعالیٰ نے بھی سر سید سے ہی سیکھا تھا۔
جیسا کہ انی متوفیک اور فلما توفیتنی کہا۔ کیا صحابہ کا اجماع جو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر ما محمد الا رسول
قد خلت من قبلہ الرسل۔ پڑھ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ
کے ذریعہ ہوا۔ وہ بھی سید کے شاگرد تھے۔ اے شوخ اور
ناسمجھ انسان تیرے اس حملہ کا اثر کہاں پہونچتا ہے۔ شیم!
شیم!!! بہرحال خلاصۃً اگر آپ اس مسئلہ کو سر سید
ہی کا اختراعی مسئلہ کہتے ہیں اور سمجھتے ہیں۔ تو پھر تجھ پر اس وقت
تک کھانا پینا حرام ہے۔ جب تک تو یہ ثابت نہ کرے
آ میدان میں نکل۔ اور سب سے پہلے اسی مسئلہ میں گفتگو
کر لے۔ تاکہ پبلک پر تیری قابلیت اور ہمہ دانی کا راز
کھل جاوے۔ تو مرزا صاحب کے مریدوں کو بے بہرہ اور
اندھا کہتا ہے۔ حالانکہ حضرت حجۃ اللہ کے خدام میں ایسے
علامۂ دہر موجود ہیں۔ جن کا نظیر آج مادر گیتی پیدا نہیں کر
سکتی۔ پھر تیرے لئے مشکل ہی کیا ہے؟ میں بھی ایک ادنیٰ
خادم ہوں۔ میں بفضلہ تعالےٰ تیرے ان دعاوی کی
حقیقت کھولنے کو آمادہ ہوں۔ سب سے پہلے اسی مسئلہ
وفات مسیح پر گفتگو کر تا حق کھل جائے۔ پھر سلسلہ بسلسلہ
طبعی طور پر تمام مسائل میں گفتگو ہو سکتی ہے۔ میں چونکہ
مہمان ہوں۔ اور تو نے ہی مہمانی پیش کی ہے۔ اس لئے
تیرا فرض ہوگا۔ کہ ہر قسم کے انتظام کا تو ہی ذمہ وار ہے
یہ گفتگو تحریری ہوگی۔ جو اسی مجلس میں لکھنی ہوگی۔

میں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ تیری
گالیوں اور دوسرے امور کو حوالہ بخدا کرتا ہوں۔ اور
یقین کرتا ہوں۔ کہ وہ خدا جس کے مامور کی تو نے اس قدر
ہتک اور توہین کی ہے۔ خود اس کا محاسبہ کریگا۔ وما
علینا الا البلاغ

سعادت مند ہو کر جی اگر کچھ نقد پانا ہے
خدا سے ڈر کہ رہ آخر اسی کے پاس جانا ہے
ذرا آنکھوں سے غفلت کا اٹھا پردہ تو اے سعدی
ضرورت کو سمجھ اور دیکھ یہ کیسا زمانہ ہے
زمانہ کے مفاسد دیکھ کر رونا نہیں آتا ؟
ترا مطلب امام وقت کے دل کو دکھانا ہے
تیری یہ خودروی برعکس منہاج نبوت ہے
سراسر حمق اور یہ تری حرکت ابلہانہ ہے
شرافت بدلگامی سے نہیں ہے اسپ تازی کو
چلے سیدھا اگر ہے نہ اس کو تازیانہ ہے
امام وقت کے حق میں یزیدیت ہے بدگوئی
حقیقت میں حسین ابن علی کا خون بہانا ہے
یہ کیا شور و فغاں ہے جیتا پھرتا ہے کیوں الو
مبارک ہے وہ گھر جس میں ہما کا آشیانہ ہے
اگر مہمان نوازی کی نہ تھی مقدور کچھ تجھ میں
شریعت میں کہاں جائز مسافر کو ستانا ہے
تجھے سنت طریقہ سے ضرورت تھی
مسافر بے وطن ہم ہیں ترا گھر لودیانہ ہے
لگا کر گالیاں لائے ہماری مہمانی میں
یہ گھر ہے گالیوں کا یا ترا مہمان خانہ ہے
رسول اللہ نے کی مہمانی ایک یہودی کی
جو دیکھا صبح آکر بورئے پر پاخانہ ہے
ذرا تیور نہ بدلے اور نہ میل آئی طبیعت میں
یہ سمجھے خدمت مہمان کا خاصہ نبھانا ہے
مسلمانوں کا دعویٰ اور عقیدہ آپ کا کیا ہے
محمدؐ کو دبانا اور مسیحا کو جلانا ہے
حیا کی آنکھ اندھی ہو گئی دیکھو مسلمانو
یہ کیوں ان شوخ چشموں کا شعار آنکھیں لڑانا ہے
نکل آؤ میدان میں اگر کچھ زور بازو ہے
سنبھل کر دیکھنا آخر کو تم نے ہار جانا ہے
توفّی کی کرو تحقیق مردے کو کرو زندہ
نہیں تو مفت میں بیہودہ سر کھپانا ہے
مسیحا پر دل و جان اپنا قربان کیوں نہ ہو ثاقب
یہ ان کا سلسلہ سچا الٰہی کارخانہ ہے

نوٹ۔ جواب آج شام تک چھپا ہوا ہو۔

الراقم۔ شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان نزیل لودیانہ

۹۔ نومبر ۱۹۰۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پدر نتواند پسر تمام کند

مولوی عبد اللہ لودیانوی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے اول الکافرین تھے۔ اور اسی کفر مسیح موعود میں
انہوں نے سہارنپور کے راستہ میں وفات پائی۔ اور اسی
طرح پر ان کے دوسرے عم گرامی بھی اس سلسلہ کی اشد
مخالفت کے باوجود اس کی ترقی کو نہ روک سکے۔ ان
کے مرنے کے بعد آپ کے خلف الرشید نے سعدی کے منشا
عنوان ارشاد پر خوب عمل کیا ہے۔ اور پھر حضرت حجۃ اللہ
مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکفیر سے مکہ اور مدینہ
کی سیر کرنی چاہی ہے۔ تعجب ہے۔ کہ باوجودیکہ مولوی عبد اللہ
اینڈ برادرس کے متعلق گورنمنٹ کی طرف سے جس جس
قسم کے سرٹیفکیٹ ملے ہوئے تھے۔ وہ ان کے خلف الرشید
کو یاد ہوں گے۔ مگر پھر بھی وہ مسیح موعود کے کفر کے لئے مکہ
اور مدینہ اور سلطان المعظم سے دست کش ہونا نہیں چاہتا
علماء سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے ضروری نہیں۔ کہ
ایسے اشتہاروں پر توجہ کریں۔ کیونکہ جبکہ ان میں سے مثلاً
فاضل امروہی کی ہی بیسیوں کتابیں اور رسالہ اب تک
لاجواب پڑے ہوئے ہیں۔ اور جب تک یہ لوگ ان
کا جواب نہ دے لیں۔ جو قیامت تک نہ ہو سکے گا۔
کچھ ضروری نہیں کہ وہ ایسے لوگوں کو خطاب کریں۔ اس
کے لئے تو ہم ادنےٰ چاکران سلسلہ بفضلہ کافی ہیں۔ اس
لئے اگر مولوی ابو محمود محمد رمضان صاحب کو اپنے عبد اللہ بنا کر